www.KitaboSunnat.com

مقالات

جناب سلیم شمسی
(ماخوذ از ماہنامہ "مقامِ رسالت")

مقامِ رسالت اور منکرینِ حدیث

زیرِ نظر مقالہ ماہنامہ "مقامِ رسالت" کراچی کے شمارہ نومبر ۱۹۵۶ء جلد ۱ (۲) سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ والدِ گرامی کی ذاتی لائبریری سے ملا تھا۔ اگر قارئین میں سے کسی کے پاس اس ماہنامہ کے کچھ دیگر شمارے موجود ہوں یا وہ ان کے متعلق جانتے ہوں تو مطلع فرمائیں تاکہ ان کا حصول ممکن ہو۔ یہ مقالہ ماہنامہ مذکور کے ایڈیٹر جناب سلیم شمسی کا ہے۔

(حافظ عبد الرحمٰن مدنی)

یوں تو ہر دن اور ہر مہینہ خدا ہی کا ہے اور خدا ہی کے لیے ہے، لیکن اپنی چند خصوصیات کے سبب بعض مہینے اور بعض ایام ایسے بھی ہیں جن کو دوسرے مہینوں اور دنوں پر خاص فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ لیلۃ القدر کی شرافت و فضیلت پر قرآن شاہد ہے، اسی طرح ماہِ رمضان کی برکتوں اور عظمتوں سے بھی ہر مسلمان واقف ہے اور ایامِ حج کی شرافت سے بھی کوئی لاعلم نہیں۔

ربیع الاول کے مبارک مہینہ کو بھی ایک ایسی سعادت نصیب ہوئی ہے جس نے اسے رہتی دنیا تک ایک جلیل القدر یادگار مہینہ قرار دے دیا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں رحمتِ خداوندی کی گھٹا افقِ عرب سے اٹھی اور کائنات کے چپے چپے پر چھا گئی۔ خالقِ کائنات نے اپنا تخلیقی شاہکار دنیائے ہست و بود کے سامنے رکھ دیا اور یہ شاہکار دیکھ کر خود اس کی تخلیقی کارفرمائیاں جھوم اٹھیں۔

اے حُسنِ ازل اپنی اداؤں کے مزے لے
ہے سامنے آئینہ حیرانِ محمدؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خداوندِ قدوس کی اس ربوبیت اور رحمت و رافت نے، جس کا تعلق نہ صرف عالمِ انسانیت سے ہے بلکہ ہر اس عالم سے ہے جو اپنے اندر کسی طرح کا بھی وجود و حیات رکھتا ہے، یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے اس حاصلِ تخلیق کو ——— جو نوعِ انسانی کا ایک اکمل و افضل فرد ہے محض عالمِ انسانیت کے لیے رحمت قرار دیں، چنانچہ اس ہستی کو رحمت قرار دیا، ان سارے موجودات و مخلوقات کے لیے جو لفظ "عالمین" کی وسعت و ہمہ گیری کے احاطہ میں آرہی ہیں ——— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ الآیۃ!" (الانبیاء: ۱۰۷)

"اور (اے نبیؐ!) ہم نے آپؐ کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے!"

آپؐ کا رحمت ہونا کسی نسل، کسی قوم، کسی طبقہ، کسی گروہ، کسی ملک اور کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں! اپنے ہوں یا پرائے، دوست ہوں یا دشمن، قریب ہوں یا بعید، سبھی ہوں یا رعایا، غنی ہوں یا فقیر، کسان ہوں یا مزدور اور محنت کار، خوشحال اور مالدار ہوں محتاج و مسکین، سب کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ رحمت ہے۔

لہٰذا آج کے انسانوں کے لیے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ اسی طرح رحمت ہے، جس طرح وہ ساڑھے تیرہ سو برس قبل کے انسانوں کے واسطے مصدرِ فیض تھی، کیونکہ جس طرح اس زمانے میں عالمِ انسانیت کا وجود تھا، اسی طرح آج بھی عالمِ انسانیت موجود ہے اور جب تک یہ نظامِ عالم قائم رہے گا، ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کے لیے رحمت رہے گی۔

بلکہ اس نظامِ کائنات کے درہم برہم ہوجانے کے بعد وجود و حیات کا جو عالم برپا ہوگا وہ بھی چونکہ لفظ "عالمین" کی وسعت و ہمہ گیری کے دامن میں آتا ہے، اس لیے عالمِ آخرت کے لیے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح رحمت ہیں جس طرح عالمِ دنیا کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کے بارہ میں، باوجودیکہ قرآنِ مجید کی جس طرح یہ تصریح ہے کہ:

"يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۔ الآیۃ!" (البقرۃ: ۲۵۴)

"وہ دن جس میں نہ کوئی سودا ہو سکے گا اور نہ دوستی اور نہ سفارش ہی کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خداوندِ قدوس کی اس ربوبیت اور رحمت و رافت نے، جس کا تعلق نہ صرف عالمِ انسانیت سے ہے بلکہ ہر اس عالم سے ہے جو اپنے اندر کسی طرح کا بھی وجود و حیات رکھتا ہے، یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے اس حاصلِ تخلیق کو ـــــــ جو نوعِ انسانی کا ایک اکمل و افضل فرد ہے محض عالمِ انسانیت کے لیے رحمت قرار دیں، چنانچہ اس ہستی کو رحمت قرار دیا، ان سارے موجودات و مخلوقات کے لیے جو لفظ "عالمین" کی وسعت و ہمہ گیری کے احاطہ میں آ رہی ہیں ـــــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ الآیۃ!" (الانبیاء: ۱۰۷)

"اور (اے نبیؐ) ہم نے آپؐ کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے!"

آپؐ کا رحمت ہونا کسی نسل، کسی قوم، کسی طبقہ، کسی گروہ، کسی ملک اور کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں! اپنے ہوں یا پرائے، دوست ہوں یا دشمن، قریب ہوں یا بعید، راعی ہوں یا رعایا، غنی ہوں یا فقیر، کسان ہوں یا مزدور اور محنت کار، خوشحال اور مالدار ہوں یا محتاج و مسکین، سب کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ رحمت ہے۔

لہٰذا آج کے انسانوں کے لیے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ اسی طرح رحمت ہے، جس طرح وہ ساڑھے تیرہ سو برس قبل کے انسانوں کے واسطے مصدرِ فیض تھی، کیونکہ جس طرح اس زمانے میں عالمِ انسانیت کا وجود تھا، اسی طرح آج بھی عالمِ انسانیت موجود ہے اور جب تک یہ نظامِ عالم قائم رہے گا، ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کے لیے رحمت رہے گی۔

بلکہ اس نظامِ کائنات کے درہم برہم ہو جانے کے بعد وجود و حیات کا جو عالم برپا ہو گا وہ بھی چونکہ لفظ "عالمین" کی وسعت و ہمہ گیری کے دامن میں آتا ہے، اس لیے عالمِ آخرت کے لیے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح رحمت ہیں جس طرح عالمِ دنیا کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کے بارہ میں، باوجودیکہ قرآنِ مجید کی جس طرح یہ تصریح ہے کہ:

"یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ۔ الآیۃ!" (البقرۃ: ۲۵۴)

"وہ دن جس میں نہ کوئی سودا ہو سکے گا اور نہ دوستی اور نہ سفارش ہی کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسکے گی۔"

نیز:

"وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ - الآية!" (البقرة: ۴۸)

"اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی جانب سے پیش کردہ کوئی سفارش قبول کی جائے گی۔"

اسی طرح قرآنِ مجید نے پوری صراحت سے یہ بھی بتلا دیا ہے کہ قیامت میں شفاعت کے کام نہ آنے اور نامقبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی از خود پیش کردہ کوئی بھی شفاعت نفع بخش نہ ہوگی اور کسی شخص کو بھی یہ حق اور اختیار نہ ہوگا کہ وہ از خود کسی کے لیے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کے لیے اٹھ کھڑا ہو، الّا یہ کہ جسے شفاعت کرنے کے لیے اذنِ الٰہی ملے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ - الآية!" (البقرة: ۲۵۵)

"کون ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے؟"

سورۂ یونس میں ارشاد ہوا:

"مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ - الآية!" (یونس: ۳)

"کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر سفارش نہیں کر سکتا!"

نیز فرمایا:

"وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ - الآية!" (سبا: ۲۳)

"اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے لیے سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کے بارے میں وہ اذن دے۔"

اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے شفاعت کا یہ اذن حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا، اور اس لیے ملے گا کہ آپؐ کی رفعتِ شان اور درجۂ تقرب کا مشاہدہ و مظاہرہ کرا دیا جائے، چنانچہ فرمایا گیا کہ:

"عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" (بنی اسرائیل: ۷۹)

"(وہ وقت) قریب ہے جبکہ آپؐ کا ربّ آپؐ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور "مقامِ محمود" سے بالاتفاق مقامِ شفاعتِ کبریٰ مراد ہے۔

لہٰذا اپنے لیے استحقاقِ شفاعت کی دعاء کرنے والوں کو اس میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ آخرت کے لیے بھی رحمت ہیں؟ پھر یہ کتنی بڑی ناشکری ہوگی، اگر ایسی ذاتِ مقدسہ کے لیے ہم خدائے ارحم الراحمین سے یہ دُعاء نہ کریں کہ بارِ الٰہا، جس ہستی کو تو نے عالمِ این و آں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، اس پر اپنی بے پایاں اور بیکراں رحمتوں کا نزول فرما۔ آمین!

لیکن اس عالمِ انسانیت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائے رحمت کا اس طرح مذاق اڑاتے اور تمسخر و استہزاء کی ایسی شرمناک جسارت کا ثبوت دیتے ہیں، جسے دیکھ کر اور سن کر جبینِ آدمیت عرق آلود ہو جاتی ہے اور اس انسانیت کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے، جس کے لیے ذاتِ رسالت مآبؐ رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآنی معارف کے علم و دانش کے جہلِ مرکب میں مبتلا ہیں، یہ منکرینِ حدیث ہیں، جو اپنے نفس اور خواہشات کے مطیع و متبع ہیں اور جنھیں رحمۃ للعالمینؐ کی اتباع و اطاعت سے سخت وحشت و نفرت ہے۔ فانا للہ۔ الخ!

حالانکہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا اور عالمِ آخرت دونوں کے لیے رحمت ہیں، تو اس کا مفاد و مدّعا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں فلاح و کامرانی کا دار و مدار آپؐ ہی کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور آخرت میں بھی سعادت و سرخروئی کا انحصار اسی بات پر ہے کہ انسان سنتِ رسولؐ سے انکار و بے نیازی نہ برتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ زندگی پر گامزن رہے؟

اور جب صورتِ حال یہ ہے تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف تو رحمتِ عالم کی ایسی جلالتِ شان ہو اور وہ خصائص و امتیازات ہوں جو کسی مومن و مسلم کو حاصل نہ ہو سکیں، عام ازیں کہ صلاح و تقویٰ اور علم بصیرت اور امارت و اقتدار کے کتنے ہی بلند مرتبہ پر وہ فائز کیوں نہ ہو، اور دوسری طرف امتِ محمدیہؐ پر اس رحمتِ عالم کی اتباع و اطاعت اس طرح لازم قرار پائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت و رسول تسلیم کرنے والے کسی فرد پر زمین کا کوئی حصّہ اور زمانے کا کوئی دَور اثر انداز نہ ہو۔ عام ازیں کہ ایسے فرد کے ایک ہاتھ میں وقت کے علوم و معارف کا سورج اور دوسرے ہاتھ میں مشرق و مغرب کی امامت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی باگ ہی کیوں نہ ہو!

چنانچہ قرآن مجید نے دونوں کی تصریحات کر دی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت اور خصوصیات و امتیازات سے متعلق بے شمار آیات میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ "وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ الآية!" (الصّف: ۶)

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا رسول ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے، یعنی توراۃ، اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں بشارت دیتا ہوں اپنے بعد ایک ایسے رسول کی آمد کی جن کا نام احمدؐ ہو گا"

۲۔ "اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ الآية!"

(الاعراف: ۱۵۷)

"وہ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول نبی امی کی جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں"

۳۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۔ الآية!" (بنی اسرائیل ۱)

"وہ (ذات ہر طرح کی عاجزی و بے بسی سے) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا"

۴۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" (الحجرات: ۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مومنو، اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو، اس طرح نبی کے روبرو نہ بولا کرو کہ (ایسا نہ ہو، اس گستاخی کی بناء پر) تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔"

۵۔ "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ الآية!" (النور: ۶۳)

"مومنو، رسولؐ کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔"

۶۔ "اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔" (الحجرات: ۴)

"جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں۔"

۷۔ "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔ الآية!" (الاحزاب: ۶)

"نبیؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور نبیؐ کی ازواج (مطہراتؓ) مومنین کی مائیں ہیں۔"

اب مسلمانوں کے لیے رہتی دنیا تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت کے واجب اور لازمی ہونے کے بے شمار قرآنی احکام میں سے چند آیتیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ الآية!" (النساء: ۵۹)

"مومنو، اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔"

ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس آیت میں "اَطِيْعُوْا" (اطاعت کرو) کا لفظ "اللہ" کے ساتھ بھی ہے اور "رسولؐ" کے ساتھ بھی ہے، جس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ، دونوں کی اطاعتوں کو مستقل قرار دیا گیا۔ اور یہ اس لیے کہ:

۲۔ "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ الآية!" (النساء: ۸۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

بخلاف دوسرے کسی کی اطاعت کے، کہ وہ اس طرح بلا شرط اور عموم کے ساتھ بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں قرار دی جا سکتی۔ نیز اس آیت کے مفہوم کا یہ پہلو بھی واضح ہے کہ جس نے رسولؐ اللہ کی اطاعت نہ کی، اس نے اللہ کی بھی اطاعت نہ کی، چاہے وہ اللہ کی اطاعت کا جتنا بھی دم بھرتا رہے۔

۳۔ "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ الآية!" (الاحزاب ۳۶)

"اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کا یہ کام نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو ان کو اپنے معاملہ میں (اس فیصلہ کے قبول وعدمِ قبول کا) کوئی اختیار باقی رہے۔"

لہٰذا جب تک محمدؐ پر "رَسُوْلُهٗ" (اللہ کا رسول) کا اطلاق ہوگا، اس وقت تک آپؐ کی ہر اس بات کا بے چون وچرا تسلیم کرنا فرض ہے، جس پر "مَا قَضَى رَسُوْلُهٗ" کا فقرہ صادق آئے۔

۴۔ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ الآية!" (النساء: ۶۵)

"(اے نبیؐ)، آپ کے رب کی قسم، وہ ہر گز مومن نہ ہوں گے۔ جب تک کہ اپنے اختلافات میں آپؐ کو حَکم نہ تسلیم کر لیں۔"

معلوم ہوا کہ رسولؐ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کو حَکم تسلیم کیا جائے اور بے چون وچرا آپؐ کی اطاعت کی جائے، اور جو ایسا نہ کرے وہ ایمان کی حدود سے نکل جائے گا۔

۵۔ "فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔" (الاعراف: ۱۵۸)

"پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ نبی اُمّی پر، جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تاکہ ہدایت پاؤ!"

۶۔ "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ الآية!"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آلِ عمران: ۳۱)

"(اے نبیؐ)، آپ کہہ دیں کہ اگر تم فی الحقیقت اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔ الخ!"

۷۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ الآية!"

(الاحزاب: ۲۱)

"تم کو رسولؐ اللہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیے۔"

کھلی ہوئی بات ہے کہ اتباع جب ہوگی تو کسی روش اور کسی طور و طریقہ کی ہوگی، اطاعت جب ہوگی تو کسی ہدایت اور کسی حکم کی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ روش، وہ طور طریقہ اور وہ ہدایت و حکم کونسا ہے، جو رسولؐ اللہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے اور جس کی اتباع و ہدایت اور جس کی اطاعت کو قرآن ہر مسلمان کے لیے لازمی قرار دے رہا ہے، کیا وہ حدیث و سنّت کے علاوہ کچھ اور ہے؟ پھر مذکورہ بالا آیتوں کو آپ غور سے دیکھیں، کیا اس اتباع اور اس اطاعت کو کسی خاص زمانے سے مخصوص کیا جا رہا ہے؟ نہیں، ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اتباعؐ و اطاعتِ رسولؐ کا قرآنی حکم اس وقت تک باقی ہے جب تک حضرت محمدؐ کی رسالت باقی ہے اور ہر اس زمانے کے لیے ہے جس میں کوئی انسان اس رسالت پر ایمان لائے۔ لہٰذا آج رسولؐ کی اتباع و اطاعت کی شکل اس کے سوا کیا ہے کہ حدیث و سنّت کی روایات و تعلیمات کو دینی سمجھتے ہوئے، ان پر عمل پیرا ہونے اور ان کی تابعداری کرنے کی سعی کی جائے!

منکرینِ حدیث کو اختیار ہے کہ وہ رسالتِ محمدیہ سے اپنا رشتہ منقطع کر لیں، انھیں یہ اختیار کہاں سے مل گیا کہ وہ چونکہ اپنے اندر اس کی اخلاقی جرأت نہیں پاتے کہ اپنے عقائد و تصورات اور رجحانات و خواہشات کو صاف صاف اور کھول کر بیان کریں، اس لیے قرآنی آیات کو اپنے نظریات و مرغوبات پر ڈھالیں اور اس باب میں اگر وہ معنوی تحریف کی ضرورت محسوس کریں تو بلا جھجک پوری بے باکی و ڈھٹائی سے آیاتِ قرآنیہ کے مفہوم و معانی اور مطالب و مدّعا کو مسخ کر کے پیش کریں!

اور ستم ظریفی یہ کہ یہ حضرات چونکہ اپنی "کارستانیوں" کی حقیقت اچھی طرح جانتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس لیے ساری دنیا کو احمق اور جاہل باور کرانے کے لیے غوغا آرائی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، یہاں تک کہ اپنی قرآن فہمی کی اجارہ داری کے زعمِ فاسد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کے فہمِ قرآن کو اس طرح مطعون و مجروح کرنے سے باز نہیں رہتے کہ:

"جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عہدِ صحابہ میں قرآن بالکل سمجھ لیا گیا اور اب ہم کو انھیں کی فہم پر قناعت کرنا چاہیے، وہ قرآن کی حقیقت سے آشنا نہیں۔" (طلوعِ اسلام، جنوری ۵۶ء ص ۱۲)

یعنی صحابہ کرامؓ نے قرآن کو پوری طرح نہیں سمجھا تھا، اس لیے یہ حضرات اس کمی کو پورا کر رہے ہیں جو صحابہؓ کی قرآن فہمی کے نامکمل ہونے کے سبب عہدِ صحابہؓ سے لے کر آج تک مسلمانوں کے علم و عمل میں چلی آ رہی ہے اور "حقیقتِ قرآن کے ان آشناؤں" نے ان عقائد و افعال کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے، جن کا صحابہؓ سے لے کر آج تک کے مسلمان اپنے فہمِ قرآن کے ناقص ہونے کے سبب ارتکاب کرتے چلے آ رہے ہیں۔

لیکن کسی کی آنکھیں میچ لینے سے آفتاب اپنی شعاعوں کو نہیں لپیٹ لیا کرتا۔ اور کسی کا حقیقت سے انکار کر دینے سے حقیقت خودکشی نہیں کر لیا کرتی۔ یہ حضرات حدیث و سنت سے اپنے عناد اور اتباعِ اطاعتِ رسولؐ سے اپنی سرکشی کو چاہے اس پردے میں چھپائیں کہ:

"اطاعت صرف خدا کی ہو سکتی ہے، حتیٰ کہ رسولؐ بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا۔" (معارف القرآن جلد ۴ مصنفہ مسٹر پرویز ص ۶۸۶)

اور یہ کہ:

"عربی زبان میں اطاعت کے معنی ہی کسی زندہ کے احکام کی تابعداری ہے۔" [1] (اسلامی نظام ۱۱۲)

یا یہ مغالطہ دیں کہ:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ [2] الآیۃ" (الانفال: ۲۰) میں:

---

[1] اور رسول چونکہ اب زندہ نہیں اس لیے ان کی اطاعت کے کیا معنی اور اس کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے

[2] مومنو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ الخ!"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دیکھیئے کہ اللہ اور رسول (دد) کی اطاعت کا حکم ہے، لیکن وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ میں عَنْهُ کی ضمیر (ہٗ) واحد غائب کی ہے۔" (حوالۂ مذکور)

اور اگر اللہ اور رسول کی اطاعت مراد ہوتی تو ضمیر تثنیہ (ھُمَا) کی لائی جاتی، لہٰذا معلوم ہوا کہ واحد کا صیغہ "مرکزِ ملت[1] کے لیے آیا ہے۔" یعنی مرکزِ ملت کی اطاعت کرو۔

لیکن حقیقت بہرحال حقیقت رہے گی۔ ایسی دھاندلیوں اور ایسے مغالطوں سے یہ حقیقت محو نہیں ہو سکتی کہ

۱۔ جب خود خدا ہی کہہ رہا ہے کہ "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" (رسولؐ کی اطاعت کرو اور اس اطاعت کو بعینہٖ اپنی اطاعت قرار دے رہا ہے (مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ) تو کسی مسلمان کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ وہ یہ نکتہ آفرینی اور فلسفہ آرائی کرے کہ اطاعت کسی انسان کی، حتیٰ کہ رسول کی بھی نہیں ہو سکتی؟

پھر یہ ایک عجیب بات ہے کہ صدرِ حکومت کی اطاعت تو ان حضرات کے نزدیک نہ صرف جائز بلکہ عین قرآن ہے، درآنحالیکہ صدرِ حکومت بھی خدا کے سوا، ایک انسان ہی ہوتا ہے، مگر رسولؐ کی اطاعت کا نام آیا کہ بس ان حضرات کو خدا یاد آنے لگتا ہے۔ اگر اطاعت صرف خدا ہی کی ہو سکتی ہے اور کسی انسان کی نہیں کی جا سکتی، تو پھر مرکزِ ملت کی اطاعت کیوں؟ اور اگر صدرِ حکومت کی اطاعت سے خدا کی اطاعت پر کوئی زد نہیں پڑتی تو پھر رسولؐ کی اطاعت سے اتنی پرخاش کیوں ہے؟ بلکہ رسولؐ کی اطاعت تو بہ تصریحِ قرآن، خدا ہی کی اطاعت ہے۔ "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔"

۲۔ سرزمینِ ہند میں پیدا ہونے اور نشو و نما پانے والے کسی غیر عرب کو اس ادّعا کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ بلا ثبوت یہ اعلان کرے کہ اطاعت صرف زندہ کے احکام کی ہو سکتی ہے؛ لغت اور عربی استعمالات کی وہ کون سی سند ہے جس

---

[1] "مرکزِ ملت" کا مطلب ان حضرات کے نزدیک ہے صدرِ مملکت۔ اس کو کبھی مرکزِ حکومتِ قرآنی کہتے ہیں، کبھی اس کی تعبیر "مرکزی حکومت" اور "ملت کا اجتماعی نظام" کے الفاظ سے کی جاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بل بوتے پر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے؟ اس کے برخلاف درجنوں شہادتیں اس کی پیش کی جاسکتی ہیں کہ اہلِ عرب نے اطاعت کا لفظ ایسے اشخاص کے احکام کی تابعداری کے لیے استعمال کیا ہے جو زندہ نہ تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کا وہ پہلا خطبہ دیکھیے جو انہوں نے بیعتِ خلافت کے بعد دیا ہے، اس میں فرماتے ہیں کہ: "اَطِیْعُوْنِیْ مَا اَطَعْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔" (میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا رہوں) کیا حضرت ابوبکرؓ عربی زبان سے اتنے نابلد تھے کہ وہ رسول اللہ کی تابعداری کرنے کو لفظِ "اطاعت" سے ادا کر رہے ہیں؟ کیا حضرت ابوبکرؓ کو بٹالہ کے رہنے والے کسی شخص کی عربی دانی جتنی عربی بھی نہ آتی تھی؟

اچھا، فرض کر لیجیے کہ اطاعت کے معنی عربی زبان میں کسی زندہ ہی کے احکام کی تابعداری ہے، تو کیا لفظ "اتباع" کے معنی بھی "عربی زبان" میں کسی زندہ ہی کی روش کی پیروی ہے؟ کیونکہ قرآن مجید نے جس طرح رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اسی طرح رسولؐ کی اتباع کا بھی تو حکم دیا ہے؟ پھر کیا اب یہ بھی دعویٰ کیا جانے لگے گا کہ اتباع کا لفظ "عربی زبان" میں کسی زندہ ہی کی پیروی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ اور کیا عجب کہ لفظِ "اتباع" کے بارے میں بھی یہ حضرات یہی تصور رکھتے ہوں۔ اس لیے ذرا قرآن کی یہ آیتیں دیکھ لیجیے:

"اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیۃ۔" (آل عمران: ۶۸)

"ابراہیمؑ سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع کرتے ہیں، اور یہ نبیؐ اور مومنین (چونکہ ان کی اتباع کر رہے ہیں۔ اس بنا پر یہی لوگ ابراہیمؑ سے قرب رکھنے والے ہیں)۔"

"قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ الآیۃ۔" (الممتحنۃ: ۴)

"تمہارے لیے ابراہیمؑ اور ان کے رفقائے کار کے اسوۂ حسنہ کی اتباع ضروری ہے۔"

کیا نزولِ قرآن کے وقت حضرت ابراہیمؑ زندہ تھے کہ نبی اور مؤمنین کو ان کی اتباع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے بتایا جا رہا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع کی ہدایت دی جا رہی ہے؟ اسی طرح ایک مقام پر چودہ پندرہ انبیائے کرامؑ کے نام ذکر کرنے کے بعد نبیؐ اور مومنوں سے کہا گیا:

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ - الآیۃ"

(الانعام: ۹۱)

"یہ ہیں وہ لوگ جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے، لہٰذا انہی کے راستہ پر چلو۔"

کیا نزولِ قرآن کے وقت وہ سارے حضرات انبیاء کرامؑ زندہ تھے کہ ان کے اسوہائے حسنہ کی اقتداء واتباع کا حکم دیا جا رہا ہے؟ تو اگر ان انبیائے سابقین کا زندہ نہ ہونا ان کی اتباع واقتداء میں مانع نہیں تو پھر رسول اللہؐ کی وفات ہمارے لیے آپؐ کی اتباع واقتداء میں مانع کیونکر ہو سکتی ہے؟

۳- "عربی زبان" کے ان ماہرین کے فضل وکمال کا حال تو یہ ہے کہ عربی گرامر کا ایک ابجد خواں بھی جانتا ہے کہ ضمیر کے لیے اس کے پیشتر اس کا مرجع ہونا لازمی ہے، ذہنی مفروضہ مرجع نہیں ہوا کرتا، مرجع، عبارت اور نظمِ کلام میں ہونا چاہیے۔ وہ صراحتاً مذکور ہو یا عبارت میں کوئی ایسا لفظ ہو جس کا کوئی مشتق مرجع بن سکے۔ سوال یہ ہے کہ "عَنْهُ" کی ضمیر واحد کا مرجع جو "مرکزِ ملت" کہا گیا ہے کیا وہ "عَنْهُ" سے پیشتر بالتصریح مذکور ہے؟ یا کوئی ایسا لفظ ہے جس کا کوئی مشتق "مرکز" بن کر مرجع قرار پائے؟ اگر ان میں سے کوئی بات نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ایک تیسری چیز (مرکزِ ملت) آسمان سے ٹپک کر مرجع کس طرح بن سکتی ہے؟

اصل یہ ہے کہ آیت میں "عَنْهُ" کی ضمیر کا مرجع رسولؐ ہی ہے، رسولؐ سے روگردانی ہی کو "لَا تَتَوَلَّوْا" کہہ کر منع کیا جا رہا ہے، کیونکہ اللہ کی اطاعت کی واحد شکل یہ ہے کہ رسولؐ کی اطاعت کی جائے۔ اس لیے ذہنوں میں مرکوز کرنے کی غرض سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور رسولؐ سے روگردانی اختیار کر کے تم اگر سمجھتے ہو کہ اللہ کی اطاعت کر لے جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے، ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اور اس سے بھی بڑھ کر منکرینِ حدیث کی یہ جسارت قابلِ مذمت ہے کہ یہ حضرات چونکہ اس پر قادر نہیں کہ قرآن سے اللہ اور رسولؐ کے الفاظ کھرچ کر پھینک دیں اور ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری آیتوں کا حلیہ بگاڑ دیں جن میں اللہ اور رسولؐ اور ان کی اطاعت اور اتباعِ رسولؐ کے الفاظ اور فقرے استعمال کیے گئے ہیں، اس لیے .... یہ حضرات ایک اصطلاح گھڑتے ہیں اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ قرآنی اصطلاح ہے، خود ایک مفہوم ایجاد کرتے ہیں اور اپنے اس خود ساختہ مفہوم کو کہتے ہیں کہ یہ منشائے الٰہی ہے، یہ مرادِ خداوندی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں:

"جب انسانی دنیا سے متعلق ذکر ہو گا تو اللہ سے مراد ہو گا ملّت کا وہ اجتماعی نظام جو اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہو"

(سلیم کے نام ص ۱۵۸ از مسٹر پرویز)

"اللہ اور رسول کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت کی اطاعت ہے"

(اسلامی نظام ص ۸۶)

اسی طرح قرآن میں جہاں جہاں اللہ یا رسولؐ کی اطاعت کا الگ الگ بھی ذکر ہے تو اس سے یہی مرکزی حکومت کی اطاعت مراد ہے (ملاحظہ ہو اسلامی نظام ص ۱۲۴)

گویا ان حضرات کو اللہ میاں نے براہِ راست اپنی اس "مراد" سے مطلع کر دیا ہے۔ ورنہ وہ کونسا ذریعۂ علم ہے، جس کی بناء پر اس "مراد" ہونے کا ادّعا کیا جاتا ہے؟ کیا عربی زبان میں "اللہ" کا معنیٰ "مرکزی حکومت" ہے، کیا لغت میں "رسولؐ" کا معنیٰ "مرکزی حکومت" ہے؟ کیا اہلِ عرب کی قدیم و جدید بول چال اور استعمالات میں کبھی "مرکزی حکومت" کے لیے "اللہ" اور "رسول" کے الفاظ کسی نے سنے ہیں؟ کیا ساڑھے تیرہ سو برس سے لے کر آج تک کسی اہلِ علم نے "مرکزی حکومت" کے لیے "اللہ" اور "رسول اللہ" کے الفاظ کا اطلاق کیا ہے؟ اگر ان میں سے کوئی بات نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر اس کے سوا کیا شکل رہ جاتی ہے کہ اللہ کی طرف سے براہِ راست ان حضرات پر وحی آئی ہے کہ قرآن میں انسانی دنیا سے متعلق تذکرہ میں جہاں جہاں "اللہ" ہے اور جہاں جہاں "الرسول" یا "رسولہ" ہے یا جہاں دونوں الفاظ ہیں، ہر جگہ "مرکزی حکومت" مراد ہے۔

پھر غور فرمائیے کہ "اللہ" سے "مرکزی حکومت" مراد لیے جانے کی صورت میں توحید اور شرک کی سرحدوں میں کتنا فصل باقی رہتا ہے؟ شرک اسی کا نام تو نہیں کہ مٹی اور پتھر کے سامنے سجدہ ریزی کی جائے، بلکہ کسی بھی "غیر اللہ" کو "اللہ" بنا دینے اور سمجھ لینے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی "غیر اللہ" پر "اللہ" کا اطلاق کرنے کا نام شرک ہے، عام ازیں وہ پتھر ہو یا نفسانی خواہش یا کوئی انسانی وجود یا کوئی قوت و طاقت[1]۔

اور پھر ذرا رسولؐ کی عظمت و جلالتِ شان اور آداب و خصوصیات اور امتیازات سے متعلق متذکرہ بالا آیات سامنے رکھ کر موازنہ کیجیے کہ اگر "رسول" سے مراد قیامت تک ہونے والا ہر صدرِ حکومت ہو تو وہ کونسا صدرِ مملکت ہو سکتا ہے جو ان خصائص و امتیازات اور ان عظمتوں میں شریک ہو، جن کا تذکرہ مذکورہ بالا آیتوں میں کیا گیا ہے؟ یعنی اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے کہ قرآنِ مجید میں وارد شدہ لفظ "رسول" سے ہر جگہ وقت کا صدرِ حکومت مراد ہے تو:

- کیا قیامت تک ہونے والے سارے "مراکزِ ملت" کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے؟
- کیا قیامت تک ہونے والے سارے "مراکزِ ملت" کو معراج حاصل ہوا کرے گی؟ اور ہر صدرِ حکومت کو اللہ ایک رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے جایا کرے گا؟
- کیا قیامت تک جو بھی صدرِ حکومت ہوگا، اس کی بیوی مسلمانوں کی ماں ہوگی اور مسلمانوں پر حرام؟

وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا!

اگر ان خصائص اور اس جلالتِ شان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شریک و سہیم نہیں تو پھر یہ کہاں کی قرآن دانی ہے، اور یہ کیسے معارفِ قرآنیہ ہیں کہ قرآن میں وارد شدہ ہر مقام پر لفظِ "رسول" سے "مرکزی حکومت" مراد ہو؟

یہی تو وہ خصوصیات اور وہ عظمتیں ہیں جن کی بنا پر رسولؐ کی ذات دنیا کے سارے "مراکزِ ملت" سے ممتاز ہے، اور قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی "رسول اللہ"، "الرسول" یا "رسولہ" کے الفاظ آئے ہیں، وہاں یہ لفظ اپنے مفہوم و مراد سے ان خصائص و اوصاف اور ان عظمتوں کو جدا نہیں کر سکتا، اور جدا نہیں کر سکتا تو پھر ہر جگہ اس لفظ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی مراد ہوگی نہ کہ کوئی اور شخص!

---

[1] غلط فہمی نہ ہو، اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ان حضرات کو مشرک بنایا جا رہا ہے، بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ اللہ سے مراد "مرکزی حکومت" قرار دینے کے طرزِ عمل کی غلطی اور لغویت واضح کی جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ